گورنمنٹ آف پاکستان سے بے گھر اور بے آسرا لوگوں کو مستقل طور پر بسانے کے لیے قابل عمل منصوبہ بندی کرانی چاہیے۔ نیز ان مہاجرین کی آواز سرکاری فورم میں اٹھانے کے لیے ناردرن ایریاز اسمبلی میں ان کا ایک نمائندہ ترجیحی بنیاد پر منظور کرنا چاہیئے جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔

آج یہ لوگ 37 سال سے بے وطنی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ یوں ایک دوسرے کو ترستے ہوئے ایک نسل تو ختم ہوگئی ہے۔ کشمیر بارڈر کے آر پار دس بارہ سال سے جدا لوگوں کے مسئلے کو ایک انسانی مسئلہ سمجھتے ہوئے دونوں طرف کی حکومتیں اور حقوق انسانی کی علمبردار تنظیمیں آپس میں میل ملاقات کرانے کی خاطر کئی جگہوں سے روڈ بحال کردینے پر متفق ہوگئے اور یہ ایک اچھا اقدام تھا۔ اب شیڈول کے مطابق ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں اور یہ حق صرف کشمیر سٹیٹ والے لوگوں کے لیے ہے، جہاں ملاقات ممکن نہیں ہورہی تھی وہاں دریا کے آر پار رشتہ دار ہاتھ اٹھا اٹھا کر ملاقات کرانے کا بندوبست کراتے رہے۔ ادھر یہ بیچارے لوگ ہیں گویا کہ کوئی انسان نہیں اس لیے کوئی انسانی مسئلہ سمجھتا نہیں۔ ورنہ حکومت یہاں سے بھی کارگل یا نوبرا روڈ کھلوا کر دکھوں کا مداوا کراسکتی تھی، مگر تا حال کوئی خبر نہیں اور یہ کنٹرول لائن ان غریبوں کے لیے سد سکندری بنا ہوا ہے۔ اللہ جانے کب تک یہی حال رہے گا۔ شاید کہ دوسری نسل بھی ایک دوسرے کو تڑپتے ہوئے اس بے وفا دنیا سے کوچ کر جائے۔ بہرحال جب بھی ماہ دسمبر آتا ہے تو یادوں کا دریچہ کھل جاتا ہے اور دل خون کے آنسو بہاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کسی کو بھی اس قسم کے حالات سے دوچار نہ کردیں۔ آمین

دستیاب موتی

حضرت معاذ بن جبل ﷺ پر موت کا وقت آیا تو پوچھا: کیا صبح ہوگئی ہے؟ کہا گیا: ابھی تک نہیں۔ پھر صبح ہونے پر اطلاع دی گئی تو فرمایا: ''میں ایسی رات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں...... ایسی رات سے جس کی صبح آگ ہو۔ اے موت تیرے لیے **''خوش آمدید!''** کیسا محبوب مہمان ہے، لیکن فاقے کی حالت میں پہنچا ہے۔ (عمل صالح زیادہ نہیں)

''اے اللہ بیشک میں اب تک تجھ سے ڈرتا تھا اور آج میں تجھ سے امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ! بیشک تجھے خوب علم ہے کہ میں نہریں کھودنے کے لیے دنیا کی زندگی سے محبت نہیں رکھتا تھا نہ شجرکاری کے لیے۔ لیکن دنیا میں مجھے دوپہر کی پیاس (نفلی روزے) اور مختلف اوقات (جہادی مہمات) میں مشقتیں برداشت کرنے اور علم وذکر کی مجلسوں میں علماء سے گھٹنے جوڑنے (استفادہ کرنے) کے لیے دنیاوی زندگی عزیز رکھتا تھا۔ (بشکریہ الفرقان کویت شمارہ ۶۴۹ ص ۴۳]

عورت کا اصل زیور پردہ

ابوعبدالرحمٰن سہیل محمد۔ متعلم جامعہ سلفیہ اسلام آباد

قال اللّٰہ تعالٰی فی کلامہ المجید وفرقانہ الحمید :

﴿ قل للمؤمنین یغضوا من أبصٰرھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک أزکٰی لھم إن اللّٰہ خبیر بما یصنعون ۞ وقل للمؤمنات یغضضن من أبصٰرھن ویحفظن فروجھنّ ﴾ [النور ۳۰-۳۱] ؎

بہت رنگ بدلے ہیں سپہر بریں نے — الٰہی یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے
تفاوت نہ دیکھا زن وشو میں مَیں نے — وہ خلوت نشیں ہے، یہ خلوت نشیں ہے
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم — کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

ماخذ شریعتِ اسلامیہ (قرآن وحدیث) بنی نوع انسانیت کے لیے نوشتۂ ہدایت ہیں۔ اگر حق کا متلاشی ان سے استفادہ کرنا چاہے تو حیاتِ انسانی کے تمام مسائل کا حل اِن میں مُضمر ہے؛ لیکن جو حق بات کا انکاری ہو، تو دین کے جملہ احکام تو دور کی بات قرآن کی ایک آیت یا رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث اُس پر گراں گزرتی ہے۔ جی چرانے کے لیے اپنی طرف سے تأویلات کر کے رخصتیں ڈھونڈنا شروع کر دیتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ پردے کو ہمارے لیے باعثِ فخر وشرف قرار دیتی ہے؛ لیکن فیشن پرست مسلمان خواتین اسے اپنے لیے شرم وعار کا باعث سمجھتی ہیں۔ اِس معاملے میں دور جاہلیت کا جو حال تھا، آج کل کی مہذب ترین قوموں کا حال اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ پردے کے احکام نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے مؤمنہ عورتوں پر احسان عظیم فرمایا کیونکہ پردہ ہی عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت کا ضامن ہے۔ عورت اور پردہ لازم وملزم ہیں؛ کیونکہ لفظ ''عورت'' کا معنی ہی ''پردہ'' ہے۔

لیکن افسوس آج کی مسلمان عورت مغربی کلچر کی دیکھا دیکھی پردے کو خیر باد کہنے پر آمادہ ہے۔ انگریز کی گندی تہذیب سے مرعوب ہو کر اسلام کی بیٹی پردے کو اپنے لیے پھانسی کا پھندا تصور کرتی ہے۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اِس سے نکلنے کے لیے قرآن وحدیث سے غلط مفہوم نکالتے ہیں؛ تاکہ کافرانہ لباس بلکہ عریانی کو جائز بنا سکیں۔ پردے کی سب سے زیادہ مخالفت مغربی ممالک نے کی، کیونکہ وہ یہی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی بیٹیاں بھی مختصر اور تنگ لباس پہن کر بازاروں کی زینت بنیں۔ انگریز نے عورت کو بازاروں کی رونق بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کوئی اشتہار ایسی نہیں جہاں زنانہ تصویریں نہ ہوں۔

اللہ کے نبی ﷺ کا وہ جاں نثار صحابی رضی اللہ عنہ کس حد تک قابل قدر ہے جس کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ مسلمان عورت کا دوپٹہ ایک یہودی اتارے۔ ☆ لیکن آج حوا کی اسی بیٹی کو جس کو اللہ تعالیٰ نے چار دیواری میں رکھنے کا حکم دیا، سینماؤں کی

☆ ایسی ایک شرارت پر میثاق مدینہ ٹوٹ گیا، ایک صحابی نے ایسی ہی شرارت پر یہودی زرگر کو موت کے گھاٹ اتارا، یہودیوں نے صحابی کو شہید کر دیا۔ اس کے ردِ عمل میں ۱۵ شوال ۲ھ کو رسول اللہ ﷺ نے بنو قینقاع کا محاصرہ کیا جس کے نتیجے میں وہ جلاوطن ہو گئے۔ (مدیر)

زینت بنایا جاتا ہے۔سکولوں کالجوں میں لڑکے اور لڑکیوں کو یکجا کر کے قوم نے اپنی بے غیرتی کا ثبوت دیا۔اب گاڑیوں، ہوٹلوں اور بینکوں میں بھی عورت کو استعمال کیا جاتا ہے۔ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں شامل ہونے کے لیے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ چلانے کی مہم میں شریک ہو کر ہم نے بے حیائی کو فروغ دیا۔لوگو! آج تم بازاروں میں نکلتے ہو اور تمہاری مائیں، بہنیں بے پردہ پھر رہی ہوتی ہیں اور تم ان کے ساتھ بے غیرتی کی عملی تصویر بنے پھر رہے ہو۔تم جیسے لوگوں کے لیے ہی تو اللہ کے نبی ﷺ نے "دیوث" کا لفظ استعمال کیا تھا۔کیا تم سے اللہ تعالیٰ " **الرجل راع علٰی أهله**" کے تحت سوال نہیں کرے گا کہ "اے بندے! یہ تو بتا کہ پردے کے معاملے میں تو نے اپنے گھر والوں کو کتنا اہتمام کروایا؟" تب تم محشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

آج چہار سو بے حیائی اور بے پردگی کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور یہ وہ منظر ہے جس کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: " **نساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كالبخت المائلة لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها** " [مسلم باب النساء الكاسيات العاريات] "جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہیں گی اور دوسروں کو رجھائیں گی اور خود دوسروں پر ریجھیں گی اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کر کے چلیں گی، وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی بو پائیں گی۔" " **لعن الله الكاسيات العاريات**" "اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی ننگی کی ننگی رہیں۔"

عورتوں کا مختصر لباس پہننا یا ایسا تنگ اور باریک لباس پہننا جس سے اعضائے جسم واضح ہو رہے ہوں، اس کو وہ اپنے لیے خوبصورتی کا باعث سمجھتی ہیں اور اسے فیشن کا نام دیتی ہیں۔حالانکہ تقریباً ایسا ہی لباس دورِ جاہلیت میں لونڈیاں پہن کر پھرا کرتی تھیں۔اسلام کسی کی خوبصورتی کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ اظہارِ حُسن سے روکتا اسی صورت میں ہے جب عورت بن ٹھن کر، اسے فیشن کا نام دے کر غیر محرموں کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر کرتی پھرے۔لباس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ بہت بڑی نعمت ہے۔اگر ہم اس سے اپنا جسم ڈھانپنے کے بجائے بطور فیشن استعمال کرتے پھریں تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہوگی اور نہ صرف گناہ بھی بلکہ گناہ کبیرہ تک پہنچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔حالانکہ لباس کا مقصد واضح کر دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**یابنیٓ ادم قد أنزلنا علیکم لباساً یواری سواٰتکم وریشا**﴾ [الأعراف ۲٦] "اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اسی لیے اتارا ہے کہ تمہارے جسموں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے موجبِ زینت ہو۔"

پردے کو فروغ دینے اور بے حیائی کے خاتمے کے لیے شریعتِ اسلامیہ نے بہت زیادہ اقدامات کیے ہیں۔دینِ اسلام جہاں مَردوں کو اپنی نگاہیں پست رکھنے کا حکم دیتا ہے، وہاں یہ حکم مسلمان عورتوں کو بھی شامل ہے۔چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿**قل للمؤمنين يغضوا من أبصٰرهم ويحفظوا فروجهم ذٰلک أزکٰی لهم إن الله خبير بما يصنعون ۞ وقل للمؤمنات يغضضن من أبصٰرهن ويحفظن فروجهنّ**﴾ [النور ۳۰-۳۱] "اے نبی ﷺ! مؤمن مَردوں سے

کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہوں کو (غیر عورتوں کی دید سے) باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ اور پیارے نبی ﷺ! مومنہ خواتین سے بھی کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو (غیر مردوں کی نظر بازی سے) باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضي الله عنها سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ اور ام المؤمنین میمونہ رضي الله عنها رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ آئے جو کہ نابینا تھے، آپ ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہ رضي الله عنها نے عرض کیا، کیا یہ نابینا نہیں؟ نہ وہ ہم کو دیکھیں گے، نہ ہمیں پہچانیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کہ تم انہیں نہیں دیکھتی ہو۔"؟! [ترمذی]

شریعتِ اسلامیہ کا ایک اہم مقصد پردے کا فروغ اور مسلمانوں کی عزتوں کو پامال ہونے سے بچانا ہے۔ اسلام عورت کی عزت وآبرو کی حفاظت کا ضامن ہے۔ اسی بات کو شاعر مشرق اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے:

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور — کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی — نسوانیتِ زن کا نگہبان ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا — اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

خواتین کے پردے پر ساری امت کا اجماع ہے۔ باقی رہا چہرے اور ہاتھوں کو چھپانے کا مسئلہ، تو اس کا حُسن اور خوبصورتی اس کے چہرے میں ہی ہوتی ہے۔ اگر اس کی خوبصورتی کو ہی نمایاں رکھنے کا جواز نکال لیا جائے تو فتنے کے پھیلنے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور جہاں فتنہ اور گناہ کا اندیشہ ہو وہاں مباح کام کو بھی ترک کرنا زیادہ اہم ہے۔ شخصیت کی معرفت کا دارومدار انسانی چہرے میں پنہاں ہوتا ہے۔ گویا انسانی جسم میں چہرہ ہی وہ واحد عضو ہے جس سے انسانی شخصیت پہچانی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا پردہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا باقی جسم کو چھپانا۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونسآء المؤمنین یدنین علیهنّ من جلابیبهنّ ذلک أدنٰی أن یُعرفن فلایؤذین﴾ [النور ٥٩] "پیارے نبی ﷺ! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں۔ اس تدبیر سے یہ بات زیادہ متوقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی اور انہیں ستایا نہ جائے گا۔"

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ یہ آیت خاص چہرے کو چھپانے کے لیے ہے، اور قرآن مجید کے تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے باہر نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں۔" [تفسیر ابن جریر ٢٢/٢٩]

امام محمد بن سیرینؒ نے حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث الحضرمی سے دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے خود چادر اوڑھ کر دکھایا اور اپنی پیشانی، ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔"